JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.02

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

TITLE OF THE PAPER

عباس خان کے افسانوں کا فکری وفنی جائزہ

AUTHOR(S)

* **Sarwar Azeem Qureshi**
Incharge, Department of Urdu
Thal University, Bhakkar
** Dr. Muhammad Ashraf Kamal
Head of Urdu Department,
Govt. Postgraduate College, Bhakkar

CONTACT

* sarwarazeem16@gmail.com
** mashrafkamal@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: December 18, 2024
Accepted on: December 29, 2024
Published on: December 31, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 02, Page No: 143-152
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

* سرور عظیم قریشی ** ڈاکٹر محمد اشرف کمال

عباس خان کے افسانوں کا فکری وفنی جائزہ

An intellectual and technical review of Abbas Khan's fiction

ABSTRACT

Abbas Khan was born in Bhakkar (Punjab, Pakistan). He held the position of District and Sessions Judge. Includes literature, philosophy, etc. Abbas Khan wrote the best Urdu fiction. His stories were published in local and international magazines and journals. Various journals published special sections on his thought and art. His Urdu fiction collections include Dharti Banam Akash, Tansikh Insan, Qalam-Kursi and Vardi, Os Adalat Mein and Jisam Ka Johar. He gave a new dimension and unique style to Urdu fiction. In his fictions, the defects of the judicial system, the outdated customs of the society and the poor class are reflected. Simplicity, objectivity, human psychology, variety of topics and reality are presented in the best way in these fictions.

KEYWORDS

Abbas Khan a unique writer, different genres of prose, internationally renowned, unique style of narration, depiction of judicial system, human psychology, diversity of themes, outdated customs, realism, objectivity.

جون راک ویل نے کہا تھا کہ کہانی سماج کی پیداوار ہے مگر یہ سماج کو پیدا بھی کرتی ہے۔افسانے کا بھی یہی حال ہے کہ یہ انسانوں کے روپ کو درست انداز میں پیش کرتا ہے اور اس کی مدد سے زندگی کی ترتیب نو بھی ممکن ہوتی ہے۔ بیشتر تصانیف میں افسانے کی تعریف کے لیے بحث ہوتی رہی ہے کہ اس کی درست تعریف کیا ہے ۔الغرض اکثر اس بات پر متفق ہو جاتے ہیں کہ وہ کہانی جو طویل نہ ہو وہ مختصر افسانہ کہلاتی ہے مگر یہ کتنی مختصر ہونی چاہیے اس ضمن میں تاحال کوئی حتمی رائے نظر نہیں آتی۔کچھ کے خیال میں اس کے مطالعہ کے لیے پندرہ سے بیس منٹ کا وقت لگنا چاہیے اور کچھ کے نزدیک ایک گھنٹہ ہو مگر کچھ آدھ گھنٹے کا کہتے ہیں اور بعض دو گھنٹے بھی مقرر کرتے ہیں ۔الغرض اس حوالے سے

کوئی مستند رائے نہیں ملتی۔اس کے علاوہ انگریزی ادبیات میں بھی یہ ابہام ابھی تک برقرار ہے۔ایڈ گرایلن پو نے کہا تھا کہ افسانہ وہ کہانی ہے جو ایک نشست میں پڑھ لی جائے تو ولیم سرویں نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ بعض لوگ تو زیادہ دیر تک بیٹھ کر مطالعہ کرتے ہیں۔ڈاکٹر انوار احمد اپنی تصنیف ''اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ'' میں اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

''افسانہ کی فنی اصلیت کے بارے میں چار ابتدائی اصول بظاہر طے ہوتے دکھائی دیتے ہیں

1۔اسے نثر میں بیان کیا جاتا ہے

2۔یہ کہانی ہی کی ایک شکل ہے جو عہد جدید نے بنائی

3۔ناول کے مقابلے میں اس کا کینوس محدود نہیں تو مختصر ضرور ہے۔۔۔اس پر بحث ممکن ہے کہ اس اختصار کا سبب صنعتی معاشرے کی پیدا کردہ مصروفیت ہے یا کہانی کہنے والے کا کہانی سننے والے پر اعتماد۔

4۔ناول کے مقابلے میں تاثر کی مرکزیت اور احساس کی شدت۔''(1)

افسانہ جدید دور کی اہم ترین اصناف نثر میں شمار ہوتا ہے۔اردو ادب میں افسانہ انگریزی ادب کے طفیل رائج ہوا۔لیکن قصہ گوئی کی روایت اردو ادب میں بہت پرانی ہے۔افسانہ کے لیے انگریزی میں ہم معنی لفظ شارٹ سٹوری استعمال کرتے ہیں۔اسے داستان اور ناول کی جدید شکل قرار دیا جاتا ہے۔یہ ایسی صنف نثر ہے جس نے چند ہی دنوں میں مقبولیت حاصل کی۔جدید دور میں اصناف نثر میں سب سے زیادہ افسانہ لکھنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ایک معیاری افسانہ مختلف خوبیوں کا حامل ہونا چاہیے۔اس میں اختصار کے ساتھ ساتھ دلچسپی، وحدت تاثر، کردار اور زبان و بیان کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

کسی بھی افسانے کی سب سے بڑی خوبی وحدت تاثر ہوتی ہے۔افسانہ نگار کو افسانہ لکھنے کے لیے کسی بھی مذہب، فرقہ، زبان، وطنیت اور عقیدہ سے باہر آنا پڑتا ہے۔تب جا کر ایک معیاری افسانہ لکھا جا سکتا ہے جس میں یہ احساس نمایاں ہوتا ہے کہ ہر شخص، ہر شہری اور ہر دور کے فرد کو اس کہانی میں دلچسپی ہوتی ہے۔افسانے میں لوگوں کے لیے اور ان ہی کی زندگی کو موضوع بنایا جاتا ہے اس لیے جزئیات کا مدنظر رکھ کر افسانہ لکھا جائے تاکہ لوگوں کی دلچسپی بھی برقرار رہے اور افسانہ لکھنے کے مقاصد بھی پورے ہو سکیں۔افسانے کی ہیئت اور اسلوب کی خاصیت یہ ہے کہ ہر قاری افسانے کو اپنے لیے سمجھ کر لطف انداز ہوتا ہے۔ایک بہترین اور معیاری افسانے کی خوبیوں کے بارے میں پروفیسر وقار عظیم

یوں بیان کرتے ہیں:

> ”کہانی کہنے والے کو حسب ضرورت پلاٹ کی فنی اور موثر ترتیب اور سیرت کشی کے مختلف تقاضوں کو پورا کرنے کے علاوہ واقعات کے بیان اور مناظر کی مصوری میں فضا بنانے اور اسے قائم رکھنے کی طرف بھی دھیان رکھنا پڑتا ہے اور جب کہیں جا کر کہانی موثر اور دلنشین وحدت بنتی ہے۔ غرض تمہید سے خاتمے تک کہانی کہنے والے کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ کہانی سننے اور پڑھنے والے کو اس طرح اپنی طرف متوجہ رکھے اور اس کا دھیان کسی اور طرف نہ جائے۔ اس مقصد کے حصول کا سب سے موثر بلکہ واحد ذریعہ حسن بیان ہے۔“(2)

اردو میں افسانہ انگریزی ادب کے طفیل آیا۔ پریم چند کو اردو افسانے کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ مگر پریم چند سے پہلے علامہ راشد الخیری، سجاد حیدر یلدرم اور منشی سجاد حسین نے بھی افسانے تحریر کیے۔ سجاد حیدر یلدرم کے افسانوں پر رومانویت کی چھاپ نظر آتی ہے۔ سجاد حیدر یلدرم کے افسانوں کا ماخذ ترکی زبان کے افسانے ہیں۔ رومانوی دور میں بہت سے افسانے تحریر کیے گئے۔ بعد ازاں افسانہ نگاروں نے نئے نئے موضوعات پر افسانے لکھے۔ مشرقی و مغربی تہذیب و ثقافت کو افسانوں میں بخوبی پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کے مطابق علامہ راشد الخیری کا افسانہ ”نصیر اور خدیجہ“ مخزن کے دسمبر 1903ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ پریم چند کا پہلا افسانہ 1907ء میں شائع ہوا۔ جبکہ یلدرم کا افسانہ 1903ء میں شائع ہوا۔ لیکن یلدرم کے افسانے تراجم ہیں اور پریم چند کے افسانے طبع زاد ہیں۔ پریم چند کے افسانوں میں وطن سے محبت اور معاشرتی اصلاح کے موضوعات نظر آتے ہیں۔ مجنوں گورکھپوری اور نیاز فتح پوری کے افسانوں کا موضوع عشق و محبت کا جذباتی پہلو ہے۔ 1930ء کے لگ بھگ حیات اللہ انصاری، فیاض محمود، عظیم بیگ چغتائی، راشد الخیری اور اختر انصاری نے بڑے اچھے افسانے تحریر کیے۔ افسانے کے ارتقاء کے بارے میں ڈاکٹر انور سدید یوں لکھتے ہیں:

> ”بیسویں صدی کے چوتھے عشرے میں افسانے کا ایک روپ یہ تھا کہ ادبی سطح پر رومانویت اور حقیقت نگاری کے دھارے آپس میں مدغم ہوتے نظر آرہے تھے۔“(3)

1936ء میں ترقی پسند تحریک نے اردو ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے اور ہر صنف ادب کو متاثر کیا۔ اس تحریک کا مقصد ادب برائے مقصدیت تھا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے بہت سے ادبا و شعراء میدان میں آئے۔ منشی پریم چند کا نام اس حوالے سے سر فہرست ہے۔ ان کے افسانوں میں طبقاتی نظام اور دیہاتی زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔ پریم

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

چند نے حقیقت نگاری کو بلا مبالغہ اپنے افسانے میں برتا۔چونکہ یہ دور سیاسی اور سماجی طور پر انتشار کا دور تھا اس لیے ان کے افسانوں کو خوب پسند کیا گیا۔ان کے علاوہ دیگر ادباء بھی ترقی پسند تحریک سے وابستہ ہوئے۔بلکہ اس تحریک کی اتنی مقبولیت ہوئی کہ یہ تحریک ادباء کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی بجائے ادباء خود اس کی طرف کھنچتے چلے آئے۔اس دور میں اردو افسانے میں بہت سے ادیبوں نے طبع آزمائی کی جس سے اردو افسانے کے ساتھ ساتھ اردو نثر میں بھی بیش قیمت خزانہ میسر آیا۔اس صنف نے تھوڑے ہی عرصے میں مقبولیت حاصل کر لی۔اس عہد میں جن پرانے اور نئے افسانہ نویسوں نے اس صنف میں نمایاں مقام حاصل کیا،ان میں علی عباس حسینی، کوثر چاند پوری، اعظم کریوی جیسے بزرگ ادیب بھی شامل ہیں اور راجندر سنگھ بیدی، کرشن چندر، احمد علی، سعادت حسن منٹو، رشید جہاں، حیات اللہ انصاری، اشک ، عصمت ، خدیجہ مستور، شوکت صدیقی، وغیرہ جیسے بہترین افسانہ نگار بھی شامل ہیں۔اس تحریک کا اثر قیام پاکستان کے بعد بھی ادباء و شعراء میں موجود رہا۔اور تاحال اس تحریک سے بہت سے ادیب اور شاعر وابستہ ہیں جو ابھی بھی مختلف مقامات پر اجلاس منعقد کرتے رہتے ہیں۔اس ضمن میں ڈاکٹر سلیم اختر یوں رائے دیتے ہیں:

> ”1947ء کے بعد ابھرنے والے بیشتر افسانہ نگار ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے۔ وہ افسانہ نگار جو نظریاتی طور پر ترقی پسندوں کے ہم نوا نہ تھے، وہ بھی تدبیر کاری سے وابستہ کئی امور میں کسی نہ کسی حد تک ان سے متاثر تھے۔“(4)

قیام پاکستان کے بعد اردو افسانوں میں سماجی موضوعات کا گہرا اضافہ ہوا۔1947ء کے بعد اردو ادب میں جن افسانہ نگاروں نے طبع آزمائی کی ان میں انتظار حسین، غلام عباس، قرۃ العین حیدر، ہاجرہ مسرور، خدیجہ مستور، اشفاق احمد، ممتاز مفتی، مرزا ادیب، شوکت صدیقی، اے حمید، احمد ندیم قاسمی، ممتاز شیریں، انور، آثم مرزا، بلونت سنگھ، رام لعل، شفیع الرحمن، وغیرہ زیادہ اہم ہیں۔انہوں نے سماجی، اقتصادی، تاریخی اور دیگر موضوعات پر افسانے لکھے۔ان کے افسانوں کو آج بھی اردو ادب میں اہم سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔سید وقار عظیم نے اردو افسانے کی تنقید و تحقیق کے حوالے سے بڑا کام کیا ہے۔ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

عباس خان 15 دسمبر 1943ء کو بستی گجہ تحصیل و ضلع بھکر پنجاب پاکستان میں محمد افضل خان کے گھر پیدا ہوئے۔ان کا تعلق بلوچ خاندان کے قبیلہ جسکانی سے ہے۔انہوں نے مڈل تک تعلیم اپنے آبائی گاؤں بستی گجہ اور سیال میں حاصل کی۔ پھر میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول بھکر، ایف اے کا امتحان گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول لیہ اور بی اے کا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

امتحان گورنمنٹ ڈگری کالج مظفر گڑھ سے نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔بعدازاں ایم اے سیاسیات پنجاب یونیورسٹی لاہور اور ایل ایل بی کا امتحان پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے پاس کیا۔وہ پہلے 22جون 1970ء کو مقابلے کا امتحان پاس کر کے بطور ایڈیشنل سیشن جج تعینات ہوئے ۔بعد ازاں ترقی کر کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مقرر ہوئے اور اسی حیثیت سے صوبہ پنجاب کے کئی چھوٹے بڑے مختلف شہروں میں فرائض منصبی نبھانے کے بعد بالآخر 14 دسمبر 2003ء کو اپنی مدت ملازمت پوری کر کے اس عہدہ سے ریٹائرڈ ہو گئے ۔اس کے بعد بھی موصوف دیگر عہدوں پر فائز رہے اور اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔جن میں ایڈوائزر/ محتسب پنجاب سرگودھا زون، ایڈوائزر صوبائی محتسب بھکر اور دیگر کئی عہدوں پر ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔

عباس خان کو اردو ادب سے گہرا لگاؤ ہے۔انہوں نے اردو نثر کی بہت سی اصناف میں طبع آزمائی کی۔ان میں ناول نگاری، افسانہ نویسی، مضمون، افسانچہ نگاری، کالم نگاری، مکتوبات، فلسفہ، ودیگر اصناف شامل ہیں۔ان کا نثری سرمایہ ملکی اور غیر ملکی رسائل و جرائد کی زینت بنتا رہا ہے۔انہوں نے اردو ادب کی خوب خدمت کی اور ایسے شاہکار تخلیق کیے جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔عباس خان نے ہر صنف کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا ہے۔لیکن ان کی شہرت افسانہ نگاری میں زیادہ ہے۔انہوں نے افسانوں کو نئی جہت عطا کی۔ان کی پہلی تحریر کے بارے میں ایک جگہ یوں درج ہے:

> ”عباس خان کا پہلا افسانہ پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے مجلے 'المیزان' کے 1966ء کے شمارے میں ”آخری شام“ کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس سال موصوف اس مجلے کے خود مدیر تھے۔“(5)

عباس خان کی تحریریں ملکی و غیر ملکی اخبارات اور جرائد میں چھپتی رہی ہیں۔ان اخبارات و جرائد میں سہ ماہی ”ادبیات“ اسلام آباد، ماہنامہ ”ادب لطیف“، ماہنامہ ”تخلیق“، ماہنامہ ”قومی ڈائجسٹ“، ماہنامہ ”اردو ڈائجسٹ“ لاہور، ماہنامہ ”رابطہ“، سہ ماہی ”سیپ“ کراچی، روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور، ملتان، ”پولیس میگ“ ملتان، ماہنامہ ”شاعر“ بمبئی، ہفت روزہ ”آگ“ بھارت اور سہ ماہی ”اسباق“ پونے مہاراشٹر انڈیا نمایاں ہیں۔ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں مختلف اداروں کی طرف سے ادبی اعزازات سے بھی نوازا گیا ہے۔ان کی شخصیت ، فن اور اسلوب پر ڈھیروں مضامین اور مقالہ جات شائع ہو چکے ہیں۔کچھ رسائل و جرائد کے خصوصی گوشے بھی ان کی ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے شائع کیے گئے ہیں۔ان کا شمار اس صدی کے نمایاں اور اہم ادیبوں میں ہوتا

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

ہے۔ان کا نثری سرمایہ زیادہ تر بھارت کے رسائل و جرائد کی زینت بنتا رہا ہے۔ان کی تحریریں حقیقت نگاری اور موجودہ تہذیب و ثقافت کی علمبردار ہیں۔انہوں نے سماجی اور اقتصادی مسائل کو اپنی تحریروں میں پرونے کی سعی کی ہے۔ان کے افسانے پاکستان کے عدالتی نظام کی خرابیوں اور معاشرتی مسائل کی تصویر پیش کرتے ہیں۔

عباس خان نے بہت سی تصانیف تخلیق کی ہیں ان میں "زخم گواہ ہیں"، "تو اور تو" اور "میں اور امراؤ جان ادا" ناول ہیں۔جبکہ "دھرتی بنام آکاش" (1978ء)، "تسخیر انسان" (1981ء)، "قلم کرسی اور وردی" (1987ء)، "اس عدالت میں" (1992ء) اور "جسم کا جوہر" (1999ء) افسانوی مجموعے ہیں۔اسی طرح "ریزہ ریزہ کائنات"، "پل پل" اور "ستاروں کی بستیاں" (افسانچے) اور "دن میں چراغ" (کالم)، اور "سچ" (فلسفہ)، "سلطنت دل سے" (مکتوبات) اور "دراز قد بونے" (ادیبوں کے بارے تاثرات) و دیگر قابل ذکر ہیں۔عباس خان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں علامہ اقبال کے فرزند ریٹائرڈ چیف جسٹس ہائی کورٹ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

> "ادب کی دنیا میں اب تک تین عباس گزرے ہیں۔ان میں علی عباس حسینی، غلام عباس، خواجہ احمد عباس اور اب ادب کی دنیا عباس خان کو لیے ہوئے ہے۔یوں انہیں ہم عباس چہارم کہہ سکتے ہیں۔"(6)

عباس خان ایک اعلیٰ پائے کے افسانہ نویس ہیں۔ان کے افسانوں میں حقیقت کو جدید اور منفرد انداز میں پیش کیا گیا ہے۔انہوں نے اپنے ارد گرد جیسے حالات و واقعات کو دیکھا اور پرکھا اسی طرح زیب قرطاس کر دیا۔ان کا شمار اردو ادب کے موجودہ بڑے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔انہوں نے اردو افسانے کو ایک نئی جہت اور منفرد اسلوب عطا کیا۔ان کے افسانوں میں انسانی نفسیات کو بڑی مہارت سے برتا گیا ہے۔انہیں انسانی نفسیات کا خوب علم ہے۔ان کے افسانوں میں انسانی نفسیات کی پیچیدگیوں کو بڑی خوب صورتی سے پیش کیا گیا ہے۔انہوں نے اپنے افسانوں میں موجودہ دور کی تہذیب و ثقافت اور حالات کی بہترین عکاسی کی ہے۔عباس خان اپنے مشاہدات اور تجربات کو افسانوں کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔ان کے افسانے انسانی جذبات اور احساسات کی بھرپور تصویر کشی کرتے ہیں۔ ان کی کہانیاں معاشرے میں پھیلی برائیوں کی زبوں حالی پیش کرتی ہیں۔ان کے زیادہ تر افسانے مشرقی معاشرے کی فرسودہ رسم و رواج، دین سے دوری، جہالت اور پرانے زمانے کی رائج غلط روایات کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ان کے افسانوں میں

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

مقصدیت کا غلبہ ہے، جو عباس خان کا بیانیہ پیش کرتے ہیں اور ان افسانوں میں اس کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔چونکہ عباس خان ایک منصف کے عہدے پر فائز رہے۔اس لیے ان کے سامنے مقدمات کی شکل میں مختلف گنہگار، مظلوم، ظالم، پڑھے لکھے، ان پڑھ، قاتل، دہشت گرد، مکار، فریبی، چور، بے گناہ، مجبور، الغرض ہر قسم کے لوگ پیش کیے جاتے تھے۔انہوں نے لوگوں کی نفسیات کو قریب سے دیکھا اور ان کے حالات پر کڑھتے رہتے۔انہوں نے محسوس کیا کہ انسان نے اپنے انسانی جذبے اور انسانیت کو فراموش کر دیا ہے۔اور اب دلدل اور تنزلی کی طرف گامزن ہیں۔ انہوں نے انسانوں کی فلاح کرنے کے لیے اپنی تحریروں کا سہارا لیا۔اور انسانوں کے چہروں پر ان کی حقیقت دکھا کر طمانچہ رسید کیا۔انہوں نے اپنے افسانوں میں لوگوں کو ہوس گیری، طمع اور لالچ جیسی برائیوں سے نجات پانے کا درس دیا اور ساتھ ہی انسان دوستی اور محبت کا پیغام بھی دیا۔ان افسانوں کے اسلوب کے بارے میں مدیر صحافت ممبئی ان الفاظ میں رائے پیش کرتے ہیں۔

> ”عباس خان کے افسانے کسی تحریک یا رجحان سے منسلک نہیں ہیں۔ان کے افسانوں کا بیانیہ پاور فل ہے۔ ان کا افسانہ اپنے کردار کے ساتھ قاری کے ذہن کو روشن کر دیتا ہے۔ ان کے یاں تجربات نہیں ہیں۔وہ بغیر کسی ابہام کے اپنے موقف کو بیان کر جاتے ہیں۔ان کے افسانوں میں کہانیاں زندہ رہتی ہیں۔“(7)

عباس خان کا پہلا افسانوی مجموعہ "دھرتی بنام آکاش" کے عنوان سے شائع ہوا۔اس مجموعہ میں آٹھ افسانے شامل ہیں۔ ان میں 'پردے کے پیچھے، پہلی کتاب، خلش، تیس سال بعد، زینی، بازگشت، آخری شام، گولائیاں' قابل ذکر ہیں۔ عباس کے ان افسانوں کا شمار اردو ادب کے بہترین افسانوں میں ہوتا ہے۔انہوں نے افسانے کے قواعد و ضوابط کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔اس مجموعہ میں ایک خوب صورت افسانہ ”خلش“ کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے۔اس کا پلاٹ خوب صورت اور مکمل طور پر منظم ہے۔ کہانی دلچسپ ہونے کے ساتھ مختصر بھی ہے۔اس افسانے میں ایک بری عورت کو پیش کیا گیا ہے۔ جو ہوس کی پجاری ہے۔اسے اپنے پرائے کا فرق معلوم نہیں ہوتا۔بس وہ خود غرضی اور ہوس میں اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنا چاہتی ہے۔اس افسانے کی کہانی اسی ایک مرکزی کردار فرزانہ کے گرد گھومتی ہے۔اس افسانے کے دیگر کرداروں میں زبیر علی، اس کی بیوی (فرزانہ)، بچے اور لال خان شامل ہیں۔اس افسانے کی کہانی یوں ہے کہ فرزانہ اپنے سوتیلے والد کو قتل کرنا چاہتی ہے اور بالآخر ایک غنڈے بدمعاش کے ساتھ مل

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

کر اپنے والد کا قتل کر دیتی ہے۔اس کا خاوند زبیر علی،اس خاتون سے بہت محبت کرنے والااور انسانیت کا درد رکھنے والا نیک شخص ہے۔وہ آغاز میں اپنی بیوی کواس گناہ سے بچنے کی تلقین کرتا ہے لیکن جب وہ قتل کر دیتی ہے اور جیل چلی جاتی ہے تواس کی رہائی کے لیےانتھک محنت اور جدوجہد کرتا ہے۔اور بلآخر اسے بری کرواکر ہی چین لیتا ہے۔لیکن اس کی بیوی چالاک اور بے وفاد کھائی گئی ہے۔جو رہائی پانے کے بعد اپنے عاشق اور بد معاش لال خان کے ساتھ چپکے سے کمرہ عدالت سے بھاگ جاتی ہے۔اس افسانے کا اختتام المیہ کی صورت میں کیا گیاہے۔اور قاری کوایسا بھیانک انجام دکھا کر سوچنے پر مجبور کیا گیا ہے کہ کسی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔انسان اپنے مقصد کی خاطر کیسے کسی بھی شخص کے جذبات سے کھیل رہاہوتاہے۔اس میں انسانیت کی خود غرضی اور مطلب براری کو پیش کیا گیاہے۔ان کے افسانے سے اقتباس ملاحظہ کریں:

> ”تم ضرور دیوانی ہوگئی ہو۔ قتل اور پھر باپ کا قتل۔ تمہیں ایسی باتیں سوچتے شرم نہیں آتی۔ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہیں باپ کی ساری جائیداد مل جائے؟ فرزانہ ہوش میں آؤ۔ تمہیں کس چیز کی کمی ہے؟ گھر ہے، عزت ہے، اولاد ہے، محبت کرنے والا خاوند ہے،ایک معقول آمدنی ہے۔“(8)

اسی طرح عباس خان نے ایک افسانہ ”زینی“ کے عنوان سے لکھا۔اس افسانے میں مرکزی کردار ایک نوجوان پرکشش اور خوبرو لڑکی زینی کا ہے۔اس افسانے کے مزید کرداروں میں زینی کا بھائی رحمت خان اور اس لڑکی کا عاشق کانسٹیبل علی بخش بھی شامل ہیں۔اس افسانے میں بھی بری عورت پر تنقید کی گئی ہے ۔اور اسے طنز کا نشانہ بنایا گیاہے۔چونکہ معاشرے میں زیادہ تر بگاڑ بری خواتین کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔اس لیے عباس خان نے زیادہ افسانے اسی موضوع پر لکھے ہیں۔ان کے افسانوں میں جرم کی بنیاد بری عورت کو ٹھہرایا گیاہے۔جو اپنی ہوس اور خود غرضی کی وجہ سے لوگوں کو گناہ یا جرم کرنے پر اکساتی ہیں۔ایسی خواتین معاشرے کے لیے ناسور اور برائیوں کی جڑ ہوتی ہیں۔اس افسانے میں رحمت خان اپنی بہن کے عاشق علی بخش کو اپنی بہن زینی سے معاشقہ کرنے کی پاداش میں قتل کر دیتا ہے اور پھر عمر قید کاٹتا ہے۔قید مکمل ہونے کے بعد رہائی ملنے پر وہ اچانک خودکشی کرلیتا ہے۔چونکہ اسے جیل سے گھر جاتے ہوئے معلوم ہو جاتا ہے کہ اب اس کی بہن زینی کسی اور آشنا کے ساتھ بھاگ گئی ہے۔اس سے دل برداشتہ ہو کر وہ خودکشی کرلیتا ہے ۔اسی موضوع پر ان کا ایک اور افسانہ "آخری شام" کے عنوان سے شائع ہوا۔اس افسانے کا مرکزی کردار ایک لڑکی

ارم کا ہے۔اس افسانے میں بھی عورتوں کی بے وفائی، ہر جائی اور ظالمانہ صفات پر طنز پیش کیا گیا ہے۔اس افسانے کے دیگر کرداروں میں فیروز، ارم اور مرہٹی شامل ہیں۔ فیروز اس لڑکی ارم کا سچا اور مخلص عاشق ہے لیکن اس میں بھی لڑکی ارم کو ہر جائی اور بے وفا دکھایا گیا ہے جو اس لڑکے کو اہمیت نہیں دیتی۔اور دوسرے لڑکے مرہٹی جو سیاہ رنگ کا لیکن ایک امیر شخص ہے سے مراسم قائم کر لیتی ہے۔ان کے افسانوں میں عورتوں کی نفسیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔مشرقی عورت کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔اس کی فطرت، دلچسپیوں، ذہانت اور عادات واطوار کو زیر بحث لایا گیا ہے۔الطاف اشعر بخاری ان کے افسانوں کے اسلوب کے بدے میں یوں بیان کرتے ہیں :

> ”عباس خان نے معاشرتی برائیوں، عدم مساوات، جنسی بے راہ روی اور اذیت ناک زندگی کی مجموعی شکل پیش کی ہے۔اس سے شیطان بھی پناہ مانگنے لگا۔“(9)

عباس خان نے بہت سے موضوعات کو اپنے افسانوں کی زینت بنایا۔ان کے فن اور اسلوب بیان پر بہت سے مایہ ناز ادباء اور محققین نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ان کے افسانوں کا مطالعہ کرنے سے یہ احساس ابھرتا ہے کہ انہوں نے اپنے کسی پیش رو کا اثر قبول نہیں کیا بلکہ اپنے لیے نئی راہ متعین کی جو ان کی انفرادیت اور شناخت کا باعث بنی۔عباس خان کو الفاظ اور زبان وادب پر کامل دسترس حاصل ہے۔ان کے سینے میں ایک حساس اور جذبات سے معمور دل دھڑکتا ہے اوران کا ذہن مسائل کا درست تجزیہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ان کے افسانے اس اعتبار سے بھی مختلف ہیں کہ ان میں کسی تحریک کی چھاپ نظر نہیں آتی۔ان کے افسانوں کی زبان سادہ اور سریع الفہم ہے۔ان کے افسانوں کی تفہیم میں ترسیل کا المیہ پیش نہیں آتا بلکہ ان کا بیانیہ اس قدر شفاف ہے کہ افسانے کا کوئی منظر ہو یا منظر کا کوئی گوشہ قاری پر یوں اثر انداز ہوتا ہے کہ اسے کسی بھی طرح کی ذہنی کثرت کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ پہلی بد پڑھنے سے ہی سارا افسانہ سمجھ میں آجاتا ہے۔

عباس خان کو زندگی میں بکھرے ہوئے واقعات کو سلیقے سے سمیٹنے کا ہنر بخوبی آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے بیشتر افسانے دل کو چھو جاتے ہیں۔انہوں نے روایتی انداز کی کہانیاں پیش کی ہیں۔ان کی ہر کہانی میں ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جس کا گرد کہانی کا سارا تد پود بنایا جاتا ہے پھر ایک نقطہ عروج آتا ہے اور کہانی اپنا بھید کھول دیتی ہے۔ان افسانوں کے موضوعات براہ راست زندگی سے اخذ کیے گئے ہیں۔عباس خان کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے افسانوں کی کہانیوں کو تجربات کی بھینٹ نہیں چڑھنے دیا۔وہ ایک روشن دماغ شخص ہیں جو اپنی بات روایتی انداز سے بغیر کسی

ابہام کے کہہ دیتے ہیں اور تجریدیت کی دوڑ میں شامل نہیں ہوتے۔انہیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے افسانوں کی کہانیوں کو زندہ رکھا ہے۔ان کی کہانیاں فن افسانہ نگاری کا حق ادا کرتی نظر آتی ہیں۔انہوں نے اپنے افسانوں میں دکھی انسانیت، مفلوک الحال طبقے اور غمزدہ لوگوں کی ترجمانی کی ہے۔انہوں نے جدید احساسات وخیالات سے اپنے افسانوں کا کینوس تیار کیا ہے۔ان کے افسانے بے مثال ہونے کے ساتھ ساتھ حقیقی زندگی کے بہت قریب ہیں۔انہوں نے اپنے افسانوں میں کچہری اور احاطہ عدالت میں رائج شدہ بدعنوانیوں، بے قاعدگیوں، بے ضابطگیوں اور انصاف کے لیے آنے والے مظلوم موکلوں کے ٹھگ جانے کی وارداتوں کو خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ان کے افسانوں کے بارے میں کلدیپ راج جوشی فرید آباد (بھارت) یوں رقمطراز ہیں:

> ”عباس خان کے افسانوں کی کہانیاں سیدھی سادی سلیس، آسان عوام کی زبان میں کہی گئیں۔ان کی کہانیاں دل کی گہرائیوں تک رسائی حاصل کر لیتی ہیں۔“(10)

حوالہ جات و حواشی

1۔ انوار احمد، ڈاکٹر، اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ، (ملتان: کتاب نگر، 2017)، ص 24
2۔ وقار عظیم، پروفیسر، کہانی اور حسن بیان، مشمولہ: اردو نثر کا فنی ارتقاء، مرتبہ، فرمان فتحپوری، ڈاکٹر، (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، 2012)، ص 15
3۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو افسانے کی کروٹیں، (لاہور: مکتبہ عالیہ، 1991)، ص 21
4۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2017)، ص 525
5۔ عباس نامہ، مشمولہ، سہ ماہی اسباق، (پونہ، مہاراشٹر (انڈیا): جنوری تا جون 2015)، ص 16
6۔ محمد عارف قریشی، مشاہیر میانوالی و بھکر، (راولپنڈی: ایلیا پبلی کیشنز، 2014)، ص 324
7۔ مدیر صحافت، ماہنامہ، ناگ، (ممبئی، بھارت: تبصرہ، 9 فروری، 2014)، ص 5
8۔ عباس خان، دھرتی بنام آکاش، (ملتان: بیکن بکس، اپریل 1978)، ص 62
9۔ الطاف اشعر بخاری، تخلیقات بھکر، (حصہ 21)، (بھکر: روزنامہ، بھکر ٹائمز، 26 نومبر 2011ء)
10۔ کلدیپ راج جوشی، مشمولہ، سہ ماہی اسباق، (پونہ، مہاراشٹر (انڈیا): جنوری تا جون 2015)، ص 97